مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کا ترجمان

ختم نبوت

ہفت روزہ
کراچی

اپنی تعریف
زیادہ کرنا ہلاکت کا
باعث ہے ۔
حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ

جلد ۱
شمارہ ۱۳
۱۵ تا ۲۱ ذی قعدہ
۱۴۰۲ھ
۲۷ اگست تا ۲ ستمبر
۱۹۸۲ء

خصائل نبوی
برشمائل ترمذی

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی روٹی کا ذکر

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب سہارنپوری مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ

۲: حدثنا عبد اللہ بن معاویہ الجمحی حدثنا ثابت بن یزید عن ھلال ابن خباب عن عکرمہ عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یبیت اللیالی المتتابعۃ یجد طاویاً ھو اھلہٗ لایجدون عشاءً وکان اکثر خبزھم خبز الشعیر۔

۲۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے گھر والے کئی کئی رات پے در پے بھوکے گذار دیتے تھے کہ رات کو کھانے کے لئے کچھ موجود نہ ہوتا تھا۔ اور اکثر غذا آپ کی جَو کی روٹی ہوتی تھی۔ (اگر کبھی کبھی گیہوں کی روٹی بھی مل جاتی تھی۔)

فائدہ: حضرات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین میں اگرچہ بعض لوگ ایسے تھے جو اہلِ ثروت تھے لیکن حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے نہایت اخفاء کی وجہ سے ان کو علم ہی نہیں ہوتا تھا۔ ایسے ہی اہل وعیال بھی اخفاء کرتے تھے۔

۴: حدثنا عبد اللہ بن عبد الرحمٰن حدثنا عبید اللہ بن عبد المجید الحنفی حدثنا عبد الرحمٰن وھو ابن عبد اللہ بن دینار حدثنا ابو حازم عن سہل بن سعد انہٗ قیل لہٗ اکل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم النقی یعنی الحواری فقال سہل ما رأی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم النقی حتی لقی اللہ تعالیٰ فقیل لہٗ ھل کانت لکم مناخل علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ما کانت لنا مناخل قیل کیف کنتم تصنعون بالشعیر قال ننفخہ فیطیر منہ ما طار ثم نعجنہٗ۔

۴۔ سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی سفید میدہ کی روٹی بھی کھائی ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اخیر عمر تک کبھی میدہ آیا بھی نہیں ہوگا۔ پھر سائل نے پوچھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تم لوگوں کے یہاں چھلنیاں تھیں، انہوں نے فرمایا کہ نہیں تھیں۔ سائل نے پوچھا کہ پھر جَو کی روٹی کو کیسے پکاتے تھے (چونکہ اس میں تنکے وغیرہ زیادہ ہوتے ہیں) سہل رضؓ نے فرمایا کہ اس کے آٹے میں پھونک مار لیا کرتے تھے، جو موٹے موٹے تنکے ہوتے تھے وہ اڑ جاتے تھے باقی گوندھ لیا کرتے تھے۔

فائدہ: الحمد للہ، آج کل گیہوں کی روٹی بھی بغیر چھنے کھانا مشکل سمجھا جاتا ہے حالانکہ بغیر چھنے آٹے کی روٹی زود ہضم بھی ہوتی ہے اور میدہ کی روٹی نہایت ثقیل، لیکن پھر بھی تنعم کے زور میں بہت سے گھرانوں میں یہ فضول رواج جاری ہوگیا ہے۔ بعض علماء نے لکھا ہے کہ سب سے پہلی بدعت جو اسلام میں آئی ہے وہ چھلنیوں کا رواج ہے لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ یہ وہ بدعت ہے جو شرعاً (باقی صفحہ ۔۔ پر

۱۳ صفحہ ۲

فہرست

صفحہ	عنوان	مضمون نگار	نمبر
۲	خصائل نبویؐ -	حضرت شیخ الحدیث رح -	۱
۴	ابتدائیہ -	عبدالرحمٰن یعقوب باوا -	۲
۶	مسئلہ ختم نبوت -	مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی -	۳
۸	قادیانیت کا مذہبی رُخ -	نعیم آسی	۴
۱۱	مسئلہ ختم نبوت -	چشتی صابری -	۵
۱۴	دورۂ یورپ -	منظور احمد الحسینی -	۶
۱۶	سیدنا صدیق اکبر رض -	محمد اقبال رنگونی -	۷
۲۰	مسائل -	خالد خالد -	۸
۲۲	نقد و نظر -	منظور احمد الحسینی -	۹
۲۴	نعت -	حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رح -	۱۰

شعبۂ کتابت

حافظ عبدالستار واحدی
غلام لیٰسین تبسم

ہفت روزہ ختم نبوت کراچی

زیر سرپرستی
حضرت مولانا خان محمد صاحب دامت برکاتہم
سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف

مدیر مسئول
عبدالرحمٰن یعقوب باوا

مجلس ادارت
مفتی احمد الرحمان
مولانا محمد یوسف لدھیانوی
ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر
مولانا بدیع الزمان
مولانا منظور احمد الحسینی

مینیجر
علی اصغر چشتی صابری، ایم - اے - ایل - ایل - بی

فی پرچہ ۔ ڈیڑھ روپیہ

بدل اشتراک

سالانہ	۶۰ روپیہ
ششماہی	۳۵ روپیہ
سہ ماہی	۲۰ روپیہ

برائے غیر ممالک بذریعہ رجسٹرڈ ڈاک

سعودی عرب	۲۱۰ روپیہ
کویت، اومان، شارجہ، دوبئی، اردن اور شام	۲۲۵ روپیہ
یورپ	۲۹۵ روپیہ
آسٹریلیا، امریکہ، کنیڈا	۲۷۰ روپیہ
افریقہ	۲۴۰ روپیہ
افغانستان، ہندوستان	۱۶۵ روپیہ

رابطہ دفتر
دفتر مجلس تحفظ ختم نبوت جامع مسجد باب الرحمت ٹرسٹ پرانی نمائش کراچی نمبر ۳

ناشر:- عبدالرحمٰن یعقوب باوا
طابع:- کلیم الحسن نقوی انجمن پریس کراچی
مقام اشاعت:- ۲۰/A سالوینشن ایم اے جناح روڈ، کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وکفیٰ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہ

ابتدائیہ

ہفت روزہ ختم نبوت

پاکستان کو پاکستان بنائیے

صدر مملکت جنرل محمد ضیاء الحق نے گزشتہ روز مجلس شوریٰ کے اختتامی اجلاس میں تقریر کے دوران دسمبر ۱۹۴۳ء میں کراچی میں ہونے والے مسلم لیگ کے اجلاس کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ "اجلاس کے اختتام پر نواب بہادر جنگ نے کھڑے ہو کر کہا کہ "حضرات پاکستان کا حاصل کر لینا اتنا مشکل نہیں۔ جتنا پاکستان کو پاکستان بنانا اور قائم رکھنا مشکل ہے۔ آپ کے قائد (قائداعظم) نے ایک زائد مرتبہ اس بات کا اعادہ فرمایا ہے کہ مسلمان اپنی حکومتوں میں کسی دستور اور قانون کو خود مرتب کرنے کا حق نہیں رکھتے ان کا دستور مرتب اور متعین ان کے ہاتھوں میں موجود ہے اور وہ ہے قرآن مجید۔ پلاننگ کمیشن آپ کے لئے جو سیاسی اور دستوری نظام مرتب کرے گی اس کی بنیادیں کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ پر ہوں گی۔ سن لیجئے اور آگاہ ہو جائیے کہ جس کی سیاست کی بنیاد کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ پر نہیں وہ شیطانی سیاست ہے اور ہم ایسی سیاست سے خدا کی پناہ مانگتے ہیں۔ صدر نے کہا کہ نواب بہادر یار جنگ کے اس واشگاف اعلان کے بعد قائد اعظم نے بڑے زور اور جوش سے میز پر مکا مار کر فرمایا کہ "تم بالکل درست کہتے ہو" قائد اعظم کا ارشاد سن کر نواب بہادر یار جنگ نے کہا کہ لیجئے حضرات! قائداعظم نے میرے اس قول پر مہر تصدیق ثبت کر دی۔ اس کے بعد نواب صاحب نے پاکستان کے معاشی نظام پر روشنی ڈالنے کے بعد کہا "ہمارے پنڈال سے وہ لوگ اٹھ جائیں۔ جو خدا کے انکار پر اپنے معاشی نظام کی بنیاد رکھتے ہیں۔ قرآن کے واضح اور اٹل احکامات میں تحریف اور اضافہ کر کے مسلمانوں کو گمراہ کرنا چاہتے ہیں۔ اور جو روٹی کپڑے کے بدلے مسلمان کا ضمیر اور ایمان خریدنا چاہتے ہیں۔ اس کے بعد انہوں نے قائد اعظم سے مخاطب ہو کر کہا کہ قائداعظم! میں نے پاکستان کو اسی طرح سمجھا ہے اگر آپ کا پاکستان یہ نہیں ہے تو ایسا پاکستان نہیں چاہئے"

مملکت خدا داد پاکستان ـــــ جو اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا تھا۔ مقام افسوس ہے کہ چھتیس ۳۶ سال گزر جانے کے باوجود ہم جہاں کھڑے تھے وہیں کھڑے ہیں۔ ابھی تک کسی بھی حکمران کو یہ توفیق نہیں ملی کہ پاکستان کو حقیقی معنوں میں پاکستان بنائے۔ اس کے برعکس یہاں اسلام دشمن عناصر قادیانی، پرویزی کمیونسٹ ایسے عناصر نے کھلے عام اسلام کا مذاق اڑایا اور ان کو کھلی چھٹی ملتی رہی۔

نواب بہادر یار جنگ مرحوم نے پنڈال سے ان تمام لوگوں کو اٹھ جانے کو کہا تھا جو خدا کا انکار کرتے ہیں لیکن یہاں

مجلہ اسلامیہ کا بین الاقوامی ہفت روزہ ـــ ختم نبوت

تو وہ تمام لوگ جو خدا کا انکار کرتے ہیں، رسول ﷺ کا انکار کرتے اور قادیانیت جیسے جھوٹے مذہب کو حقیقی اسلام قرار دیتے ہیں وہ سب کے سب "پنڈال" میں نہیں بلکہ ملک کے کلیدی عہدوں پر فائز ہیں۔
ہم اہلِ اقتدار سے پوچھنا چاہتے ہیں کہ کیا پاکستان انہی لوگوں کے لئے (جو خدا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ ملک کے بھی غدار ہیں) قائم کیا گیا تھا؟ اگر نہیں تو پھر قادیانیوں کو ملک کی کلیدی عہدوں پر کیوں فائز کیا جا رہا ہے۔ اور مسلمانوں پر ان کو مسلط کرنے کی کوشش کیوں کی جا رہی ہے۔ کیا اس طرح ان کو ترقیاں دیکر پاکستان کی خدمت کر سکیں گے! اور ایسے اسلام دشمن عناصر (قادیانیوں) کی موجودگی میں مملکت میں نفاذِ اسلام کا خواب شرمندہ تعبیر ہو سکے گا۔
خدارا ذرا سوچئے! ہماری مؤدبانہ درخواست ہے کہ پاکستان کو حقیقی معنوں میں پاکستان بنائیے۔

ان سے بھی نمٹیے

صدر جنرل محمد ضیاء الحق نے مجلس شوریٰ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:۔
انتخابی پروگرام کو درہم برہم کرنے کی کوشش سے سختی سے نمٹا جائے گا اور اسلام و پاکستان کے دشمنوں سے کوئی رعایت نہیں کی جائے گی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ یاد رکھئے اسلام میں تشدد افرا تفری اور فساد پھیلانے والوں کو پسند نہیں کیا گیا۔ سورہ مائدہ میں قرآن حکیم کا واضح حکم ہے کہ سخت سزائیں دی جائیں۔ ان لوگوں کو جو ملک میں لوٹ مار مچاتے ہیں۔ فساد برپا کرتے ہیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے نافرمانیاں کر کے جنگ کرتے ہیں ملک میں خرابی پھیلانے کے لئے دوڑتے ہیں۔ صدر نے کہا کہ ایسے لوگ اسلام کے بھی دشمن ہیں اور اسلامی جمہوریہ پاکستان کے بھی ان سے کوئی رعایت نہیں برتی جائے گی۔

(روزنامہ جنگ ۱۳ اگست ۸۳ء)

کیا کسی کو اس بات میں شک ہے کہ قادیانی ٹولہ اللہ کی سرزمین پر فساد برپا نہیں کرتا، کیا اب بھی یقین نہیں آیا کہ مرزائیت کا دوسرا نام اسلام سے بغاوت ہے۔ قادیانیوں کی اسلام دشمن سرگرمیاں اب کسی سے پوشیدہ نہیں ہیں۔ کون نہیں جانتا کہ یہ لوگ سرکاری عہدوں پر فائز رہتے ہوئے اس سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہیں اور سرکاری دفاتر کو تبلیغ کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ مسلمانوں کے نوجوانوں کو اپنی تبلیغ کے ذریعہ مرتد بناتے ہیں۔ ان کے شر سے شاید ہی کوئی محفوظ ہو۔
صدرِ مملکت جہاں انتخابی پروگرام، درہم برہم کرنے والوں سے سختی کے ساتھ نمٹنے کا اعلان فرما رہے کیا پاکستان کے مسلمان اس کی توقع رکھ سکتے ہیں کہ وہ قادیانیوں کی اسلام دشمن سرگرمیوں کا نوٹس لیں۔
یہ نہ بھولیے کہ قادیانی ٹولہ اسلام کا بھی دشمن ہے اور ملک کے بھی دشمن ہے۔ ہمارا مطالبہ یہ ہے کہ ان قادیانیوں کو کوئی بھی رعایت نہ دیں اور ان سے سختی سے نمٹا جائے۔

عبدالرحمٰن یعقوب باوا

مجلہ اسلامیہ کا بین الاقوامی ہفت روزہ — ختم نبوت

مسئلہ ختم نبوت نقل اور عقل کی روشنی میں

مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی رح

ما کان محمد ابا احد من — محمدؐ باپ نہیں کسی کے
رجالکم ولکن رسول اللہ — تمہارے مردوں میں سے
وخاتم النبیین (احزاب) — لیکن رسول ہیں اللہ کے
اور ختم کرنے والا تمام نبیوں کا۔

خاتم الانبیاء سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت عامہ اور ختم نبوت دونوں ایسے مسئلے ہیں کہ جن کی شہادت قرآن عزیز کی بے شمار آیات اور سینکڑوں احادیث صحیحہ صراحت و وضاحت کے ساتھ دے رہی ہیں۔ اسی لئے ساڑھے تیرہ سو برس سے یہ دونوں مسئلے تمام امت مسلمہ میں متفق علیہ چلے آتے ہیں اور ان ہر دو مسلمہ مسئلوں میں کسی ایک مسلمان کو بھی انکار کی مجال نہیں۔ نہ صراحۃً نہ کسی تاویل کے پردہ میں البتہ جھوٹے مدعیانِ نبوت جس زمانے میں بھی ظاہر ہوتے رہے ہمیشہ ان بنیادی اصول کے خلاف ہرزہ سرائی کیا کئے۔ لیکن خدا کے فضل سے کبھی ایسی جماعت کو فروغ نصیب نہ ہوا اور ان کا آخری انجام ذلت و خواری ہی ہوا۔

بدقسمتی سے اس زمانہ میں بھی بعض جھوٹے مدعیان نبوت نے قرآن عزیز کی آیت "ومبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد" کا اپنے آپ کو مصداق ٹھہرا کر دعوئے نبوت کر دیا اور اپنے پہلے رفقاء مسیلمہ، اسود عنسی۔ ابن منصح ابن الراوندی جیسے جھوٹے مدعیانِ نبوت کی طرح خاتم النبیین کے مسلّمہ عقیدہ میں تاویلات باطلہ کی پناہ لینی شروع کر دی۔

لغت کے اعتبار سے خاتم (بالکسر) اور خاتم (بالفتح) کے معنی آخری شے اور آخری انجام کے ہیں۔ اسی لئے ہر چیز کے آخری حصہ یا آخری فرد کو خاتم کہتے ہیں اور خاتم بالفتح مہر کے معنے میں بھی اسی نسبت سے بولا جاتا ہے۔ اور دونوں معنوں کے اعتبار سے آیت کا صاف اور سادہ مطلب یہ ہے کہ آپ نے آکر سلسلۂ نبوت کو بند کر دیا اور اب آپؐ کے بعد کوئی نبی یا رسول آنے والا نہیں۔

پہلے معنے تو بالکل ظاہر ہیں کہ آپؐ نبوت کو ختم کرنے والے ہیں اور دوسرے معنی اگرچہ کنایۃً استعمال کیا گیا ہے۔ لیکن ہر ذی ہوش جانتا ہے کہ مہر جب کسی لفافہ، رجسٹری یا بیمہ پر لگتی ہے تو اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ باہر سے کوئی شے اس میں داخل نہیں ہو سکتی اور نہ اندر سے کوئی شے باہر آسکتی ہے یعنی مُہر اندر ہونے والی اشیاء کو ہمیشہ کے لئے بند کر دیتی ہے تا وقتیکہ مُہر ہی کو نہ توڑا جائے۔ مہر شدہ شے کی بندش ٹوٹ نہیں سکتی۔ پس جبکہ آپؐ کی نبوت انبیاء علیہم السلام کی نبوتوں کے لئے مہر ہے تو جب تک آپؐ کے اس شرف خاتم النبیینؐ ہی کو شکست و ریخت نہ کر دیا جائے (حاکم بدہن) باب نبوت کھل نہیں سکتا۔ لیکن ہم کو اس بحث کے درپے ہونے کی ایسی حالت میں قطعاً کوئی ضرورت نہیں جبکہ خود صاحب وحی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے اپنی زبانِ فیض ترجمان سے خاتم النبیینؐ کی تشریح و تفسیر اس طرح فرما دی ہے "لو کان بعدی نبیاً لکان عمر ابن خطاب" (اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن الخطاب ہوتے)۔

دوسری حدیث میں حضرت علیؓ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا
انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی

یعنی اے علی! تو میرے لئے ایسا ہے جیسا کہ (موسیٰ علیہ السلام کے لئے ہارون (علیہ السلام) مگر یہ واضح رہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں! اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

مثلی ومثل الانبیاء کمثل قصر احسن بنیانہ ترک منہ موضع لبنۃ فطاف بہ النظار یتعجبون من حسن بنیانہ الاموضع تلک اللبنۃ فکنت انا سددت موضع اللبنۃ فانا اللبنۃ و انا خاتم النبیین۔

میری اور انبیاء کی مثال اس مکان کی سی ہے۔ جو نہایت عمدہ بنایا گیا ہو۔ اور اس میں صرف ایک اینٹ کی جگہ خالی رہ گئی ہو پس ناظرین اس کی خوبصورتی دیکھ کر اور ایک اینٹ کی جگہ خالی پا کر متعجب ہوئے ہوں پس میں نے قصر نبوۃ کی آخری اینٹ بن کر اس روزن کو بند کر دیا لہٰذا میں ہی وہ آخری اینٹ ہوں۔ اور میں ہی آخری نبیؐ ہوں۔

اور ایک مرتبہ ارشاد فرمایا۔

کانت بنو اسرائیل تسوسھم الانبیاء کلما ھلک نبی خلفہ نبی وانہ لا نبی بعدی و سیکون خلفاء۔

بنی اسرائیل کی سیاست ان کے نبیوں کے ہاتھ میں رہی جب کسی نبی کا انتقال ہوا۔ دوسرا نبی اس کی جگہ آگیا اور بے شک میرے بعد کوئی نبی نہیں اور (میرے بعد خلفاء ہوں گے۔

خاتم الانبیاء کی اس صاف اور واضح تشریح نے یہ حقیقت آشکارا کر دی کہ خاتم النبیینؐ یا ختم بی النبیون سے کیا مقصود اور کیا مراد ہے؟ اور خاتم کے معنے آپ کے نزدیک کیا ہے؟ نیز آخری حدیث نے تو لا نبی بعدی کی تشریح ایسی صاف اور واضح کر دی کہ اب کسی کذاب و مفتری کا اس میں چل ہی نہیں سکتا۔ لہٰذا اس انکشافِ حقیقت کے بعد جھوٹے مدعیان نبوت کا دعویٰ ہر حیثیت سے باد ہوا ہو جاتا ہے اور اس کے بعد کوئی تاویل بھی قابلِ سماعت نہیں رہتی۔ ان یقولون الا کذبا۔

نیز اگر لفظ نبوت کے معنے پر بھی غور کیا جائے تو مسئلہ ختم نبوت کا بخوبی حل ہو جاتا ہے۔ نبوۃ، نباء سے ماخوذ ہے جس کے معنے خبر کے ہیں۔ ہُدہُد نے ملکِ سبا کے واقعہ کے متعلق حضرت سلیمان علیہ السلام سے کہا تھا وجئتک من سبا بنبا یقین یعنی میں سبا سے ایک محقق خبر لے کر آیا ہوں۔

اسی لئے اصطلاح شریعت میں "نبوت" اس وصف کا نام ہے جس کی بدولت صاحب نبوۃ خدا کا پیغمبر اور احکامِ الہٰی کا مخبر کہلاتا اور نبی کے لقب سے ملقب ہوتا ہے اس لئے کہ حق تعالیٰ وحی کے ذریعے اس کو اپنے احکام سے مطلع کرتا رہتا ہے۔

پس خاتم النبیینؐ اس شخص کو کہہ سکتے ہیں کہ جس کے بعد کوئی نبوت کے اس وصف کے ساتھ متصف نہ ہو اور احکامِ الہٰی کے طریقِ پیغامبری کا اس پر خاتمہ ہو جائے۔ پس نبوت کے اس لغوی اور شرعی معنی کی وضاحت کے بعد ظلی اور بروزی نبوت کی جدت طرازی کھلا ہوا الحاد و زندقہ ہے۔ نبوت کی صرف ایک ہی مراد ہے وہ نہ نبوت ظلی ہے، نہ نبوت شمسی نہ بروزی ہے نہ ضمیری بلکہ وہ نبوت حقیقی ہے جو حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوئی اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات پر ختم ہو گئی۔

جو کچھ کہا گیا اس مسئلہ کا نقلی پہلو تھا اگر عقل و درایت سے کام لیا جائے تو بھی یہ مسئلہ بالکل واضح ہے۔ اس لئے قانونِ الہٰی اور قانونِ دنیوی دونوں اس کی شہادت دیتے ہیں کہ جب کوئی کام ہوتا ہے تو اس کی ایک ابتداء ہوتی ہے اور ایک انتہا اور اس کام کی ابتداء و انتہا کا تعلق خود اسی کام کے اعتبار سے ہوتا ہے نہ کہ کسی دوسرے کام کے اعتبار سے۔

نبوت و رسالت ایک روحانی روشنی ہے جو خدا سے بھٹکے ہوئے انسانوں کے لئے مشعلِ راہ کا کام دیتی ہے اس کی ابتداء آفرینشِ انسانی کے زمانے سے حضرت آدم علیہ السلام کے ہاتھوں ہوئی۔ یہی آدم عالم انسانی کے جسمانی اور روحانی باپ اور ہادی ہیں اور خدا کی یہ روشنی زمانے کی رفتار ترقی کے ساتھ ساتھ ترقی پذیر ہوتی اور نوحؑ، ابراہیمؑ، موسیٰ، عیسیٰ (علیہم السلام) کی آغوش میں مختلف اقوام اور مختلف ملکوں میں اپنے جوہرِ ہدایت دکھاتی رہی۔ آخر امانتِ الہٰی کی ترقی و ارتقاء کا وہ دور آپہنچا جب کہ وہ اپنے پورے کمال کے ساتھ کل عالم کے لئے آفتاب بن کر چمکی اور سارا جہان اس کے نور سے معمور ہو گیا۔ پس آفتابِ نبوت کے طلوع کے بعد بھی اگر کوئی مجنوں دیے عقل مٹی کے دیئے اور چیتل کے فتیلہ سوز کا متلاشی رہے تو ہے

"چشمۂ آفتاب را چہ گناہ"

نعیم آسی

قسط نمبر۲

قادیانیت کا مذہبی رخ

قادیانی تحریک اپنی اصل میں تحریک ارتداد ہے

اس مسئلہ کے مکمل حل کیلئے قانون ارتداد نافذ کیا جائے اور ۷ستمبر کی آئینی ترمیم کے مطابق قانون سازی کیجائے

ختم نبوت کا پہلا انکار

دینِ حقہ۔ "اسلام" کے اس بنیادی اعتقاد کا پہلا انکار خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں ہوا۔ طلیحہ بن خویلد، اسود عنسی اور مُسیلمہ اس باغیانہ تحریک کے بانی مبانی ہوئے۔ سب سے زیادہ فتنہ جس شخص نے اپنی ایک بھاری جماعت تیار کی اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایک مکتوب تحریر کیا اور اسی میں یہ موقف اختیار کیا کہ " اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کے کام (نبوت) میں شریک کیا ہے" خط کے آغاز میں لکھا۔ "مسیلمہ اللہ کے رسول کی طرف سے محمد اللہ کے رسول کی طرف" یہ شخص یمامہ کا رہنے والا تھا۔ اس کے ہاں باقاعدہ اذان دی جاتی، اقامت کہی جاتی اور نماز باجماعت کا اہتمام کیا جاتا، اس کا مؤذن عبد اللہ بن نواحہ اور مُکبّر حجیر اذان اور تکبیر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی تصدیق کرتے، اس کے باوجود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص اور اس کی جماعت کا وجود گوارا نہ کیا اور اس کے مکتوب کے جواب میں "محمد اللہ کے رسول کی جانب سے مسیلمہ جھوٹوں کے سردار کی طرف" ایسا سخت طرزِ تخاطب اختیار کیا نہ صرف یہ بلکہ اسلام کے اندر اس فتنۂ عظیم کے انسداد کے لئے لشکر کشی کا حکم صادر فرمایا۔ کچھ عرصہ بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رُوح ملاءِ اعلیٰ سے جا ملی اور اسلام کے خلاف اس اوّلین باغیانہ تحریک جس کا تعلق عقیدۂ ختم نبوت کی تنسیخ سے تھا۔ اس کے انسداد کی ذمہ داری حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلے خلیفہ حضرت صدیق اکبرؓ پر آپڑی۔

مسلمانوں کا پہلا اجماع

ابن خلدونؒ نے لکھا ہے کہ "مسلمانوں کے اندر پہلا اجماع مسیلمہ کذّاب اور اس کے ماننے والوں کے واجب القتل ہونے پر ہوا۔" چنانچہ لشکرِ اسلام اپنی بے شمار مشکلات کے باوجود اس معرکۂ حق و باطل میں کُود پڑا۔ آخرکار مسیلمہ اپنے چالیس ہزار ساتھیوں کے ہمراہ واصلِ جہنم ہوا۔ ہزاروں صحابہؓ و تابعینؒ کی شہادت ہوئی۔ "عمدۃ القاری" (شرح بخاری) میں ان اصحابِ رسول کی تعداد گیارہ سو سے چودہ سو تک بیان کی گئی ہے جو خلیفۂ اوّل حضرت صدیق اکبرؓ کے عہد میں مسیلمہ کذّاب کے خلاف جہاد کرتے ہوئے شہید ہوئے۔ ان میں سات سو سے زیادہ صحابہ وہ تھے جو "قرّاء" کہلاتے تھے۔ خود حضرت صدیق اکبرؓ کے صاحبزادے حضرت عبد اللہ رضؓ، حضرت عمرؓ کے برادرِ اکبر حضرت زید بن الخطّاب، خطیب الانصار حضرت ثابت بن قیسؓ،

مدرسہ نبوت کے سب سے بڑے قاری سالم مولیٰ ابی حذیفہؓ اور اُن کے مولیٰ و مُربّی حضرت ابو حذیفہؓ ایسے بزرگ صحابہ شامل تھے۔

امام ابُوحنیفہؒ کی تصریح

مُسلمان اُمّت اپنے اِس اعتقاد اور اس کے تحفّظ میں کس درجہ حساس اور مستعد رہی ہے اس کا اندازہ اس امر سے کیا جا سکتا ہے کہ ائمہ اربعہ میں سے ایک جلیل القدر امام، امام ابو حنیفہؒ کے دور میں جب ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا اور کہا کہ میں اس پر دلائل دوں گا تو امام صاحب سے استفسار کیا گیا کہ آیا اس مدّعیٔ نبوت سے اس کی سچائی کے دلائل طلب کئے جا سکتے ہیں؟ امام موفق بن احمد المکیؒ نے مناقب للامام الاعظمؒ" میں یہ واقعہ لکھتے ہوئے امام صاحبؒ کا جواب نقل کیا ہے کہ "جس شخص نے اُس مدّعیٔ نبوت سے (اُس کی سچائی کی) کوئی علامت (یا دلیل) طلب کی وہ کافر ہو جائے گا۔ کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے۔ میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں" ایک جھوٹے نبی سے اس کی سچائی کی دلیل طلب کرنے والا اسلاماً عملاً اپنے صادق و مصدوق پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا منکر ہو جاتا ہے، اور یہی سبب کفر ہے۔

پارلیمان کا فیصلہ

اہل اسلام کے انہی اعتقادات کی وجہ سے ۷۴ء میں قادیانی مسئلہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کی پارلیمان تک پہنچا۔ اس پارلیمانی مباحثے میں قادیانی سربراہ مرزا ناصر احمد اور لاہوری جماعت کے سربراہ کو اس بات کا پُورا پُورا موقع دیا گیا کہ وہ اپنا موقف پیش کریں۔ اب وقت آ گیا ہے کہ اس تاریخی پارلیمانی مباحثے کی جملہ کارروائی شائع کی جائے، تاکہ دنیا قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیئے جانے کی وجوہ معلوم کر سکے۔ اس تمام بحث مباحثے اور موقع صفائی کے بعد قادیانیوں کو غیر مُسلم قرار دیا گیا۔

اس آئینی فیصلے نے چند در چند مسائل پیدا کر دیئے ہیں۔ حکومت، مسلمان مفکرین اور علماء کا فرض ہے کہ وہ ان پر غور کریں۔ اوّلاً اسلام ارتداد کی اجازت نہیں دیتا۔ یعنی اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ ایک مسلمان اسلام چھوڑ کر کوئی دوسرا مذہب اختیار کرے۔ مثلاً عیسائی، یہودی، ہندو یا قادیانی ہو جائے۔ اسلام ایسے شخص کو "واجب القتل" ٹھہراتا ہے جو اسلام سے "ارتداد" اختیار کرے، چنانچہ ابن خلدونؒ کے حوالے سے پیچھے گزر چکا ہے کہ مسلمانوں میں پہلا اجماع فتنۂ ارتداد کے استیصال پر منعقد ہوا۔ حدیث کی تمام مسلمہ کتابوں میں یہ حکم موجود ہے کہ "جو شخص اپنا دین (اسلام) ترک کر دے اُس کو قتل کر دو" اس شرعی حکم کے مصالح و حِکَم بے شمار ہیں جن کی تفصیل یہاں ممکن نہیں۔ اسلامی قانون (فقہ حنفی جس پر جمہور امت عمل پیرا ہے) کی کتابوں میں واضح طور پر لکھا ہے:

> "مسلمان اگر مرتد ہو جائے تو اسے اسلام میں لوٹ آنے کی دعوت دی جائے، کسی مسئلہ و معاملہ میں شبہ ہو تو اس کا ازالہ کیا جائے اور تین دن قید رکھ کر سوچنے کی مہلت دی جائے۔ اگر ایمان لے آئے تو فبہا ورنہ قتل کر دیا جائے۔"

اُمّت مُسلمہ نے جب تک اقتدار اُس کے ہاتھ میں رہا اس قانون پر عمل کیا۔ لیکن اٹھارویں اور انیسویں صدی میں جب مسلمان ملک انگریزوں، فرانسیسیوں، اور اطالیوں کے زیر اقتدار آئے تو اس شرعی حکم پر عمل درآمد رک گیا۔

قادیانی تحریک کی پیچیدگی

قادیانی تحریک کی پیچیدگی یہ ہے کہ جب اس کی نمود ہوئی تب اسلام کا اقتدار نہ تھا، ورنہ ارتداد کا یہ غلیظ اور متعفن جوہڑ اسی وقت خشک ہو جاتا۔ حکومت عیسائی انگریزوں کی تھی اور انگریز

نے اپنے مفادات کے باعث اس کی پرورش کی۔ خود بانی تحریک مرزا غلام احمد نے اپنی تحریک کو انگریز کا "خودکاشتہ پودا" قرار دیا۔ لیکن پاکستان بن جانے کے بعد حکومت مسلمانوں کے ہاتھ میں آ گئی۔ اب منطقی طور پر لازم ہے کہ حکومت اس مفہوم کا قانون بنائے کہ کوئی مسلمان اسلام چھوڑ کر کوئی دوسرا مذہب اختیار نہیں کر سکتا اور اگر ایسا کرے گا تو شرعی سزا کا مستوجب ہو گا، مصر (اور غالباً سوڈان میں بھی) یہ قانون بن چکا ہے، پاکستان دنیا کا واحد ملک ہے جس کا جغرافیہ اسلام کی بنیاد پر وجود میں آیا۔ یہاں ازبس ناگزیر ہے کہ اسلام کا یہ بنیادی قانون نافذ کیا جائے۔ ملک کے اندر عیسائی اور قادیانی مشنریز کے مقاصد کو صرف یہی قانون ناکام بنا سکتا ہے۔

ثانیاً قادیانی تحریک عیسائیوں اور ہندوؤں کی طرح محض ایک کفریہ تحریک نہیں، بلکہ یہ اپنی اصل میں ایک ایسی تحریک ارتداد ہے جو اسلام کا نام بھی لیتی ہے اور کھلم کھلا اسلام سے متصادم بھی ہے، اس لئے مسلمانوں کو بجا طور پر یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنی ملی وحدت کو اس کے مضرات سے بچانے کے لئے مطالبہ کریں کہ اُن کو "تبلیغ قادیانیت" سے روک دیا جائے۔ علاوہ بریں "شعائر اسلام" جیسے مسجد، اذان، نماز وغیرہ کی حرمت کے تحفظ کا قانون منظور کیا جائے۔ جس کے تحت قادیانیوں پر یہ قدغن عائد ہو۔ کہ وہ نہ تو مسجد کی شکل کی عبادت گاہ بنا سکیں، نہ ہی اذان دے سکیں اور نماز کی شکل میں عبادت کر سکیں، وہ عبادت کے لئے جس انداز کا چاہیں معبد بنائیں اور جس طرح چاہیں عبادت کریں ہم اُن کا یہ حق تسلیم کرتے ہیں۔ اسی طرح وہ اپنی "کمیونٹی" میں اپنے عقائد کی تبلیغ کر سکتے ہیں۔ لیکن انہیں اس بات کی اجازت نہیں دی جا سکتی کہ وہ مسلمانوں کو "ارتداد" کی تبلیغ کریں یا شعائر اسلام" کو استعمال کریں۔ اس طرح مسلمانوں کی دلآزاری ہوتی ہے اور وہ یہ برداشت نہیں کر سکتے۔

ایک اہم سوال

جب بھی کوئی حکومت پاکستان میں ارتداد، کا شرعی قانون نافذ کرے گی۔ اُس وقت ایک اہم سوال یہ پیدا ہوگا کہ اسی قانون کا اعلان کب سے کیا جائے؟ کیا اُس وقت سے جب مرزا غلام احمد نے دعوئ نبوت کیا؟ یا ۱۴/ اگست ۱۹۴۷ء سے جب اسلامی جمہوریہ پاکستان آزاد ہوا؟ یا اس قانون کے اجراء کی تاریخ سے؟ یہ ایک غور طلب سوال ہے۔ ہمارے سامنے ایسے متعدد قوانین کی نظیریں موجود ہیں کہ وہ جاری بعد میں ہوئے۔ مگر اُن کا عملی و تنفیذی دائرہ کار زمانۂ ماسبق تک محیط تھا۔ میری رائے میں تو بھی اس قانون کا اطلاق قیام پاکستان سے شروع کرنا ہو گا۔ جب اس ملک میں مسلمانوں کو بالفعل تحکم نصیب ہوا۔ مسلمانوں کو مرزا غلام احمد قادیانی کے دعوئ نبوت سے لے کر قیام پاکستان تک اور پھر قیام پاکستان سے لے کر اب تک کے نسلی قادیانیوں کو قبول کرنا ہوگا۔ بشرطیکہ وہ دیگر غیر مسلم اقلیات کی طرح اس مملکت کے وفادار شہری بن کر رہیں۔ البتہ جن مسلمانوں نے قیام پاکستان کے بعد ترکِ اسلام کر کے قادیانیت کے ساتھ رشتہ جوڑا اُن کے لئے حکومت کو ایک اعلان کے ذریعہ تین دن کی شرعی مدت مقرر کرنا ہو گی۔ تاکہ یہ لوگ اپنے معتقدات پر نظر ثانی کر سکیں، اس دوران سُلجھے ہوئے علماء کی خدمات حاصل کر کے اُنہیں یہ فریضہ سونپا جائے کہ وہ ان قادیانیوں کے شکوک رفع کریں۔ اس غرض سے ایسے "مذاکروں" کا اہتمام کیا جائے جس میں قادیانی نمائندے مسلمان علماء سے اپنے ہر سوال، شک اور شبہے کا جواب طلب کر سکیں۔ یہ پروگرام ٹیلی کاسٹ کئے جائیں، مجھے یقین ہے اس طرح "مُرتد" مسلمانوں کی ایک بہت بڑی اکثریت سچائی کی طرف واپس آ جائے گی۔ کیونکہ ان لوگوں نے "عقل اپروچ" سے زیادہ اپنے اغراض یا مجبوریوں کے تحت اس تبدیلئ مذہب کو قبول کیا، اور وہ بھی اس مغالطے کے

باقی صفحہ ۲۱ پر

مسئلہ ختم نبوت

افادات
حضرت مولانا عبدالرحیم
صاحب اشعر مدظلہ

ترتیب :- جناب علی اصغر چشتی صابری۔ ایم اے ایل ایل بی

اجرائے نبوت پر قادیانی دلائل

اور ان کے جوابات

"اللّٰہ یصطفی من الملٰئکۃ رسلاً و من الناس، ان اللّٰہ سمیعٌ بصیر"
سورہ نمبر ۲۲ آیت نمبر ۷۵

جس میں استقبال کا معنی پایا جانا ضروری ہے ۔ استقبالیہ کے لئے اللّٰہ تعالیٰ کا نبیوں کو چننا ثابت ہوتا ہے ۔

استدلال

اس آیت میں رسلاً جمع ہے ۔ اور حضور علیہ السلام ایک ہی فرد تھے ۔ لہٰذا ماننا پڑے گا ۔ کہ حضور علیہ السلام کے بعد رسول آتے رہیں گے ۔

جواب :- اس آیت کا ترجمہ جو مرزائیوں نے کیا ہے وہ "اللّٰہ یصطفی" کا مطلب یہ ہے ۔ کہ عند الضرورۃ خدا تعالیٰ رسول بھیجتا رہے گا مکمل احمدیہ تبلیغی پاکٹ بک ۔
مولف عبدالرحمٰن قادیانی صفحہ ۵۰

اور بقول مرزا صاحب اب رسول بھیجنے کی ضرورت نہیں ۔ مرزا تحریر کرتے ہیں ۔ کہ وحی رسالت بوجہ عدم ضرورت منقطع ہے ۔
حاشیہ براہین احمدیہ چہار حصہ اول صفحہ ۲۱۵
طبع اول ۔

اور ازالہ اوہام میں ہے ۔ ابھی ثابت ہو چکا ہے ۔ کہ وحی رسالت تا بقیامت منقطع ہے ۔ صفحہ ۲۵۲ طبع پنجم ۔

بایں وجہ "استدلال مرزائیہ باطل ہے ۔ کہ لفظ رسلاً کے اندر عموم ہے ۔ جس میں نبی و رسول اور مجدد و محدث سب شامل ہیں ۔ جیسا کہ مرزا نے آئینہ کمالات صفحہ ۳۲۲ طبع قادیان میں لکھا ہے ۔ کہ رسول کا لفظ عام ہے ۔ جس میں رسول اور نبی نیز محدث داخل ہیں ۔ یہی بات ایام الصلح صفحہ ۷۸ اور ۱۶۲ میں لکھی ہے ۔ اسی طرح شہادۃ القرآن صفحہ ۱۸ طبع قادیان میں لکھی ہے ۔ سو ظاہر ہے ۔ کہ مرزائیوں کا دعویٰ فرد خاص ہے ۔ اور دلیل میں عموم ہے ۔ دلیل "عام" ہونے کی وجہ سے استدلال باطل ہے ۔ نیز چننے والے نبیوں کے آیت مذکورہ میں اللّٰہ تعالیٰ ہی ہیں ۔ اور اللّٰہ تعالیٰ کا چنا ہوا مستقل نبی ہوتا ہے ۔ جیسا کہ ان اللّٰہ اصطفیٰ آدم و نوحاً و آل ابراھیم ۔
سورہ نمبر ۳ آیت نمبر ۳۳ ۔

میں مستقل نبیوں کا ہونا مسلم ہے ۔ تو ایسا ہی اللّٰہ تعالیٰ کا چننا آپ

کے عقیدہ کے خلاف ہے۔ ملاحظہ ہو مباحثہ راولپنڈی صفحہ ۱۷۵
اتمام نبوت

آیت نمبر ۲

"ما کان اللہ لیذر المؤمنین علیٰ ما انتم علیہ حتیٰ یمیز الخبیث من الطیب وما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء۔"

آیت ۹

وجہ استدلال

خدا تعالیٰ ہر مومن کو اطلاع علی الغیب نہیں دے گا۔ بلکہ اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہے گا بھیجے گا۔
مکمل احمدیہ پاکٹ بک صفحہ ۳۵۰

الجواب

پہلے گذارش ہے۔ کہ آیت مذکورہ میں بھیجے گا کس لفظ کا ترجمہ ہے۔ اس آیت میں یہ لفظ قطعاً نہیں۔ البتہ اطلاع... علی الغیب کی خبر ہے جو غیر نبی کو بھی ہوتی رہتی ہے۔
ملاحظہ ہو براہین احمدیہ
طبع اول صفحہ ۲۱۵

"اور یہ بھی تحقیق الی کو معلوم رہے۔ کہ تحقیق وجود الہام ربانی کے لئے جو خاص خدا تعالیٰ کی طرف سے نازل ہو گا۔ اور وہ امور غیبیہ پر مشتمل ہے۔ ایک اور امور غیبیہ پر مشتمل ہوتا ہے۔ ایک اور راستہ بھی کھلا ہوا ہے اور وہ یہ ہے۔ کہ خدا تعالیٰ امتِ محمدیہ میں جو سچے دین پر ثابت اور قائم ہیں۔ ہمیشہ ایسے لوگ پیدا کرتا ہے۔ جو خدا کی طرف سے ملہم ہو کر ایسے امور غیبیہ بتلاتے ہیں۔ جن کا بتلانا سوائے خدا وحدہٗ لاشریک کے کسی کے اختیار میں نہیں۔ اور اسی کتاب کے صفحہ ۲۱۵ پہ مرزا نے تحریر کیا ہے۔ کہ وحی رسالت بوجہ عدم ضرورت

کے منقطع ہے نیز یہاں مجتبیٰ رسلاً میں عموم ہے اور آپ کا دعویٰ فرد خاص کا ہے۔ لہٰذا تقریب "تام نہ ہونے کی وجہ سے دلیل رد ہو گئی۔ نیز یجتبی میں اللہ فاعل ہے۔ جس سے مستقل نبی کا چننا ثابت ہوتا ہے۔ آپ لوگ آنحضرتؐ کے بعد مستقل نبی کے آنے کے قائل نہیں۔ اور حکیم نور الدین نے مرزا کی وفات پر یہی آیت ما کان اللہ الخ پڑھ کر بیان کیا۔ کہ یہ مومنوں کا امتحان اور جانچ ہے۔ اور دوسرے یہ بین المخلصین والمنافقین ہے۔ لہٰذا اس آیت سے صرف ابتلاء مراد ہے۔ جیسا کہ مرزا کی موت پر تم کو ابتلاء میں ڈالا گیا۔
ریویو آف ریلیجنز جلد ۷ نمبر ۶ صفحہ ۲۲۵۔
بابت جون جولائی ۱۹۰۸ء

نور الدین نے اس آیت کو کسی نبی کے آنے پر استدلال کر کے نہیں پڑھا تھا۔ تاکہ اجرائے نبوت ثابت ہو۔ نیز تمہارا یہ کہنا کہ تمیز پہلے ہو چکی تھی یہ بھی غلط ہے۔ کیونکہ سورۃ التوبہ میں اللہ نے فرمایا ہے۔ جو نزول کے اعتبار سے آخری ہے۔ کہ ومن اھل المدینۃ مردوا علی النفاق لا تعلمھم نحن نعلمھم۔
سورۃ التوبہ آیت نمبر ۱۰۱

(۳) "ومن یطع اللہ والرسول فاولٰئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین .... وحسن اولٰئک رفیقا"

وجہ استدلال

اس آیت میں خدا تعالیٰ نے امت محمدیہ میں طریق حصول نعمت کو بیان کیا ہے۔ اور اس آیت میں بتایا گیا ہے۔ کہ ایک انسان صالحیت سے ترقی کر کے نبوت کے مقام تک پہنچ سکتا ہے۔

الجواب

مرزائیوں کا یہ استدلال غلام احمد کے مسلمات سے باطل ہے کیونکہ غلام احمد نے منعم علیہم جو اس آیت میں مذکور ہیں اس کا ترجمہ یہ کیا ہے۔ کہ اگر ان میں سے کسی کا زمانہ پاؤ تو ان کے سایۂ صحبت میں آ جاؤ۔ اور ان سے فیض حاصل کرو۔ یہ دعا کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ ان چار گروہوں میں سے جس کا زمانہ تم پاؤ۔ اس کے سایۂ صحبت میں آ جاؤ۔

آئینہ کمالات طبع ربوہ صفحہ ۶۱۲ - ۶۱۳

(ii) نیز مرزا تحریر کرتا ہے۔

" الا تری ؟ قول رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اذ قال ان فی الجنۃ مکاناً لا ینالہٗ الا رجلاً واحداً وارجوا ان اکون ھو انا فبکی رجلٌ من سماع ھذا الکلام فقال یا رسول اللّٰہ لا اجر علیٰ فواقک ولا استطیع ان تکون فی مکانٍ بعیدمنک محجوباً عن رویۃ وجھک فقال لہٗ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم انت تکون معی و فی مکانی "

حمامۃ البشریٰ صفحہ ۱۳
طبع قادیانی

اب بصراحت مرزا کے کلام سے ثابت ہوا۔ کہ معیت سے مراد معیت فی الجنۃ ہے۔ اور معیت فی المرتبہ مراد نہیں۔ تاکہ اجرائے نبوت کا سوال پیدا ہو۔

(iii) "ما وقع فی مرضہ انہٗ صلی اللّٰہ علیہ وسلم خُیّرَ عند موتہٖ یقول فی اٰخر مرضہ مع الذین انعم اللّٰہ علیہم" حل معضلات ۳۰
جب حضور علیہ السلام بیمار ہوئے تو آپ کو حیات دنیا اور آخرت میں اختیار دیا گیا۔ تو آپ نے یہ آیت پڑھی۔ اس سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللّٰہ علیہ وسلم کو اور آخری مرتبہ نبوت حاصل ہونے کے بعد اپنی مرضِ الموت میں اللّٰہ تعالیٰ کی طرف سے اختیار دیا گیا تھا۔ کہ وہ اس دنیا کے ساتھیوں کی رفاقت پسند فرماتے ہیں۔ یا جنت والے ساتھیوں کی رفاقت پسند فرماتے ہیں۔ لہٰذا اس مقام میں رفاقت مکانی مقصود ہے۔ نہ رفاقت شانی و مرتبی کیونکہ یہ تو پہلے سے بھی حضور علیہ السلام کو حاصل تھی۔ جیسا کہ آخر میں حسن اولٰئک رفیقا کا قرینہ اس پر دال ہے۔

قادیانیوں کے نزدیک نبوت کی اقسام

(i) اوّل تشریعی نبوت جس کی دو مثالیں موسیٰ کی نبوت اور نبوت محمدیہ ہیں۔ ایسی نبوت کو مسیح موعود نے حقیقی نبوت کے نام سے پکارا ہے۔

(ii) وہ نبوت جس کے لئے تشریعی یعنی حقیقی ہونا ضروری نہیں بلکہ صرف اتنا ضروری ہے۔ کہ وہ بلاواسطہ جناب باری تعالیٰ کی طرف سے ملے۔ جیسے عیسیٰؑ، یحییٰؑ، داوٗدؑ، سلیمانؑ اور حضرت زکریا علیہ السلام کی نبوتیں۔ یہ لوگ موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کے پابند تھے۔ اور ان کا مشن صرف تورات کی اشاعت تھا لیکن تاہم انہوں نے موسیٰ علیہ السلام کی اتباع کی وجہ سے نبوت نہیں پائی۔ کیونکہ تورات کی تعلیم بوجہ خصوصیات زمانی اور مکانی کے اس درجہ کی نہ تھیں۔ کہ اس پر کار بند ہونے کی وجہ سے کوئی شخص نبوت کا درجہ پا سکے۔ بلکہ ایک حد تک تورات انسان کو چلاتی تھی۔ اور پھر جس کو اللّٰہ تعالیٰ نے نبوت کا درجہ دینا ہوتا تھا۔ اسے براہِ راست بلند کر کے نبوت عطا کی جاتی تھی۔ ایسی نبوت حضرت مسیح موعود (مردود) کی اصطلاح میں مستقل نبوت ہے۔

(iii) تیسری قسم نبوت کی ظلی نبوت ہے۔ جس کے یہ معنی ہیں۔ کہ نہ تو انسان کوئی نئی شریعت لائے۔ جس سے حقیقی نبی بن جاتا ہے۔ جیسے موسیٰ علیہ السلام اور نہ اُسے براہِ راست نبوت ملی ہو۔ جسے مستقل نبی کہلاتا ہے۔ جیسے عیسیٰ ع۔

دورہ برطانیہ

قسط نمبر ۳

مجلسِ تحفظِ ختم نبوت کا وفد
گلاسگو میں

مولانا منظور احمد الحسینی

۲۲ مارچ ۱۹۸۳ء عصر کے بعد چودھری محمد طفیل شاہین صاحب سے ملاقات کے لئے ان کے ویئر ہاؤس میں جانا ہوا آپ اس وقت اپنے کمرے میں تشریف فرما تھے۔

ہمیں دیکھ کر آپ بہت مسرور ہوئے۔ مولانا مفتی مقبول احمد صاحب نے جماعتی وفد کا تعارف کرایا آپ میاں چنوں کے رہنے والے اور گلاسگو کی مشہور شخصیت ہیں انتہائی متواضع ملنسار اور پاکیزہ طبیعت کے مالک ہیں۔ گلاسگو کی موجودہ مرکزی مسجد آپ کی ہی کوششوں کا ثمرہ ہے۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا سے بیعت کا تعلق ہے۔ تحریک تحفظ ختم نبوت ۱۹۵۳ء میں آپ نے اپنے علاقے میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور میاں چنوں کی مشہور شخصیت خلیفہ شیخ التفسیر حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب کے ساتھ اس سلسلے میں قید و بند کی صعوبتیں بھی برداشت کیں مجلس کے امور پر آپ سے کافی دیر تک گفتگو ہوتی رہی آپ نے مجلس کی خدمات کو سراہا وفد نے آپ کی خدمت میں مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کا آرگن ہفت روزہ ختم نبوت کراچی پیش کیا آپ نے رسالے کو بہت پسند کیا۔ نماز عشاء کے بعد جناب عبد الرحمٰن یعقوب باوا نے جماعت کے تعارف کے عنوان پر مفصل خطاب کیا آپ نے کہا کہ آج سے تقریباً ۴۳ سال پہلے حضرت مولانا لال حسین اخترؒ نے انگلینڈ کا کامیاب دورہ کیا تھا آپ نے ووکنگ (مضافات لندن) کی عظیم الشان مسجد میں تقریر فرمائی تھی۔ اس مسجد پر تقریباً ۲۷ سال سے لاہوری

مرزائی قابض تھے مولانا کی تقریر سے امام مسجد حافظ بشیر احمد مصری نے متاثر ہو کر اسلام قبول کرتے ہوئے مرزا قادیانی کے کافر ہونے کا اعلان کیا۔ مسجد دوبارہ مسلمانوں کے قبضہ میں آگئی اور الحمد للہ آج تک مسلمانوں کے قبضہ میں ہے۔ یہاں کے دورہ سے قبل آپ نے جزائر فجی کا دورہ کیا تھا وہاں آپ نے مختلف مقامات میں توحید، رسالت، ختم نبوت، اصلاح عقائد و اعمال، معراج النبی ﷺ، سیرت النبی ﷺ، حیات مسیح، صداقت اسلام تردید مرزائیت، معجزات انبیاء، حجیت حدیث ضرورت مذہب، ضرورت تعلیم دین، اتحاد بین المسلمین عظمت و ترقی پاکستان کے مضامین پر تقریباً ڈیڑھ سو تقریریں کیں، ان خطابات نے وہاں کے مسلمانوں میں اشاعت و حفاظتِ اسلام کے لئے قربانی و ایثار کی روح پھونک دی۔

مرزائیوں نے کفر بازی کا جو نقشہ یہاں برپا کر رکھا تھا۔ حضرت مولانا لال حسین اختر کی تقریروں، انفرادی ملاقاتوں مناظرہ اور ریڈیو فجی پر عقائد حقہ کی نشریات سے بطریق احسن اس کی سرکوبی ہو گئی۔

باوا صاحب نے کہا الحمد للہ ۴۳ سال بعد اب اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہاں آنے کا موقع دیا ہے۔ ہم آپ کو اور تمام مسلمانوں کو قادیانیوں کی سازشوں اور ریشہ دوانیوں سے ہوشیار کرنے کے آئے ہیں۔ یہ لوگ (قادیانی) اسلام کا لبادہ اوڑھ کر سادہ لوح عوام کو دھوکہ دے رہے ہیں۔ جب کہ ان کا اسلام کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔

مدارسِ دینیہ کا بین الاقوامی ہفت روزہ — ختم نبوت

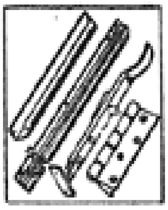

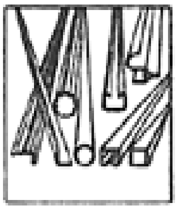

alcop المونیم کمپنی آف پاکستان (انڈسٹریز) لمیٹڈ
سیلز آفس : میریٹ روڈ ۔ کراچی ۲ ۔ فون : ۲۳۱۷۲۸ – ۲۳۲۳۸۸۵
ریجنل آفس : ۵ ۔ رحیم پلازہ ۱۱۲ ۔ مری روڈ ۔ راولپنڈی ۔ فون : ۶۳۹۲۱
Telex : 25713 ALCOP PK

AC-7-82

design

مقالہ

سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ

اور

مانعین زکوٰۃ

تحریر: محمد اقبال رنگونی مانچسٹر یو۔کے

الحمدللہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی أللہ خیر اما یشرکون!

رحمۃ للعالمین خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اس عالم فانی سے پردہ فرمایا تو عرب کے کچھ قبائل مرتد ہو گئے۔ ان میں سے بعض مدعیان نبوت مسیلمہ کذاب وغیرہ کے ساتھ ہو گئے اور بعض فتنہ انکار زکوٰۃ کے مرتکب! حافظ ابن حجر عسقلانیؒ اور علامہ قاضی عیاضؒ کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ مرتد ہونے والے تین قسم کے لوگ تھے۔

(۱) شرک اور بت پرستی کی طرف لوٹنے والے:

(۲) وہ لوگ جو کسی مدعی نبوت کے پیرو ہو گئے۔

(۳) وہ لوگ جو اسلام پر تو قائم رہے لیکن زکوٰۃ ادا کرنے سے منکر ہوئے اور تاویل کرتے رہے کہ زکوٰۃ صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص تھی۔[1]

علامہ ابن حزم ظاہری کتاب الفصل میں لکھتے ہیں کہ عام طور سے یہ لوگ دین قیم پر مستقیم تھے آپ کی وفات پر کچھ لوگ منتشر ہو گئے ان کے چند فرقے ہو گئے کچھ تو مدعیان نبوت باطلہ کی طرف عود کرنے والے تھے۔ اور ایک فریق توقف کئے ہوئے تھا۔ وہ اس امر کی انتظار میں تھا کہ جو غالب ہو اسکے ساتھ ہو جائیں گے ان میں ایک بڑا فرقہ زکوٰۃ کا منکر تھا یعنی توحید و رسالت اور نماز کا تو قائل تھا البتہ زکوٰۃ کی فرضیت کا یا اس کے بیت المال میں ادا کرنے کا منکر تھا لیکن جمہور مسلمان اسلام پر ہی رہے۔[2]

قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ فرماتے ہیں کہ اصل میں دو فریق تھے ایک وہ جو فرضیت زکوٰۃ کا سرے سے انکار کرتا تھا۔ دوسرا جو فرضیت کا تو قائل تھا مگر زکوٰۃ ادا کرنے سے منکر تھا اور تاویل یہ کرتا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا تھا۔

خذ من اموالھم صدقۃ تطھرھم وتزکیھم بھا وصل علیھم۔

ترجمہ:- لے ان کے مال میں سے زکوٰۃ کہ پاک کرے ان کو اور بابرکت کرے تو ان کو اس کی وجہ سے اور دعا دے ان کو۔

ظاہر ہے کہ تطہیر و تزکیہ صرف آپ کے ساتھ مخصوص تھا اب جب کہ آپ نہیں رہے اس لئے یہ حکم منسوخ ہو گیا اب کسی کو یہ حق نہیں کہ زکوٰۃ لے۔ دوسری علت یہ بتلاتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے زمانے میں مسلمانوں پر فقر و فاقہ کی شدت تھی اس لئے اس وقت زکوٰۃ کی ضرورت تھی

[1] فتح الباری جلد ۲۶ صفحہ ۱۰۷ [2] الملل والنحل جلد ۲ صفحہ ۲۶ فتح الباری جلد ۲۶ صفحہ ۱۰۸

اب جب کہ وہ حالت نہیں رہی اس لئے فرضیت بھی باقی نہیں رہی۔ ایک فرقہ یہ کہتا تھا کہ ہم زکوٰۃ نکالیں گے مگر اس کو مدینہ نہیں بھیجیں گے مدینہ زکوٰۃ بھیجنے کو وہ ایک طرح کی زبردستی سمجھتے تھے ان لوگوں کا استدلال یہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زکوٰۃ کے بارے میں ارشاد گرامی یہ ہے۔

توخذ من اغنیاءھم — زکوٰۃ ہر جگہ کے مالداروں سے
وترد الی فقراءھم — لی جائے اور انہیں لوگوں کے
فقیروں پر تقسیم کر دی جائے۔

لیکن یہ بات اپنی جگہ برحق ہے کہ حضرات صحابہ کرامؓ میں سے کوئی بھی مرتد نہ ہوا تھا علامہ خطابیؒ .... کہتے ہیں :

لم یرتد احد من الصحابۃ — حضرات صحابہ کرام میں سے کوئی بھی
وانما ارتد قوم من — مرتد نہ ہوا تھا البتہ گنوار اعرابی
جفاۃ الاعراب ممن — جن کا دین کی نصرت میں کوئی دخل
لا نصرۃ لہ فی الدین — نہ تھا (صرف زبانی کلمہ پڑھ
فذلک لا یوجب قدحا — لیا تھا) وہ حضرت ابوبکر صدیق
فی الصحابۃ المشہورین — کے زمانے میں ارتداد کی لپیٹ
میں آ گئے۔ اس سے مشہور صحابہ کرام کے بارے میں کوئی شک شبہ نہیں ہو سکتا۔

سیدنا صدیق اکبرؓ کا استقلال

بہرحال جب حالات نے یہ رخ اختیار کر لیا تو ان لوگوں نے پہلے گفتگو کے لئے حضرت صدیق اکبرؓ کی خدمت میں اپنے اپنے وفود بھیجنے شروع کئے۔ وفود نے آکر مدینہ کے دوسرے ذمہ دار حضرات سے پہلے گفتگو کی اور ان سے درخواست کی کہ وہ اس معاملہ میں سیدنا صدیق اکبرؓ سے ان کی سفارش کریں۔

اس وقت عرب کی عام حالت کی نزاکت کا احساس کرتے ہوئے حضرات صحابہ کرامؓ نے حضرت صدیق اکبرؓ سے عرض کی کہ ان اعراب کو جو زکوٰۃ ادا کرنا نہیں چاہتے اسی حالت پر چھوڑ دیں۔ اس وقت ان سے تعرض نہ کریں۔ حضرات صحابہ کرام کا خیال تھا کہ ان کا اسلام ابھی نیا نیا ہے جب مکمل طور پر دلنشین ہو جائے گا۔ تو خود ہی ادا کر دیا کریں گے۔

مگر سیدنا صدیق اکبرؓ کا ارشاد و اعلان وہی تھا جو آپ پہلے کر چکے تھے۔

واللہ لاقاتلن من فرق — خدا کی قسم جو شخص نماز اور
بین الصلوٰۃ والزکوٰۃ — زکوٰۃ میں فرق کرے گا میں
اس کے ساتھ جہاد کروں گا۔

اس وقت حضرت عمر فاروقؓ نے عرض کی۔

یا خلیفۃ رسول اللہ — اے خلیفہ رسول اللہؐ ان
تالف الناس وارفق — لوگوں کے ساتھ تالیف قلب
بھم۔ — اور نرمی کا برتاؤ کیجئے۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمرؓ نے عرض کی کہ یہ لوگ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہتے ہیں ہمارے قبلہ کی طرف نماز پڑھتے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی بھی ہے۔

من صلی صلاتنا واستقبل — جو ہماری سی نماز پڑھے۔ ہمارے
قبلتنا واکل ذبیحتنا — قبلہ کی طرف منہ کرے۔ ہمارا
فذلک المسلم الذی — ذبیحہ کھائے تو وہ مسلمان ہے جس
لہ ذمۃ اللہ وذمۃ — پر اللہ اور اس کے رسول
رسولہ فلا تخفروا اللہ — کی ذمہ داری ہے۔ لہذا تم
فی ذمتہ — بھی اللہ کا ذمہ نہ توڑو۔

سیدنا صدیق اکبرؓ نے فرمایا یہ سب کچھ ہی مگر یہ لوگ نماز اور زکوٰۃ میں فرق کرتے ہیں کہ نماز کو تو فرض مانتے ہیں اور زکوٰۃ کو فرض نہیں مانتے اور کچھ فرقے اس کی غلط تاویل کرکے قرآنی احکام سے انحراف کر رہے ہیں حالانکہ شریعت مطہرہ نے ان دونوں کو فرض کیا ہے۔ اس لئے میں تو صرف ان کے ساتھ قتال کروں گا۔ خواہ کچھ ہو جائے۔

حضرت عمرؓ نے دوبارہ عرض کی کہ آپ کلمہ گو آدمیوں سے کیسے قتال کریں گے سیدنا صدیق اکبرؓ نے جلال بھرے لہجے میں ارشاد فرمایا کہ۔

باقی آئندہ

کاروانِ ختم نبوت ——— منزل بہ منزل

ترتیب
علی اصغر چشتی صابری مُبلّغ مجلسِ تحفّظ ختم نبوت کراچی

گوجرانوالہ سے مجلس تحفظ ختم نبوت گوجرانوالہ کے ناظم اعلیٰ جناب محمد ثاقب صاحب اپنی رپورٹ میں لکھتے ہیں۔ کہ مورخہ ۳۱/۷/۸۳ء کو دفتر مجلس تحفظ ختم نبوت گوجرانوالہ میں ڈویژنل مجلس عمل کا ایک اہم اجلاس جناب میر بشیر احمد صاحب کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ جس میں مقامی عہدیداروں کے علاوہ ضلع گجرات اور سیالکوٹ سے آئے ہوئے معزز حضرات و اراکین نے بھی شرکت کی۔ مجلس عمل کے سیکرٹری جنرل حضرت مولانا زاہد الراشدی نے مجلس تحفظ ختم نبوت کے ناظم اعلیٰ حضرت مولانا محمد شریف صاحب جالندھری کے ساتھ اپنی ملاقات کی تفصیلی رپورٹ پیش کی۔ آپ نے بتایا کہ مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنماؤں نے "مرکزی مجلس عمل ختم نبوت
کے
کی تشکیل
کے سلسلے میں مختلف مکاتب فکر اور جماعتوں کے راہنماؤں کے ساتھ رابطہ قائم کر رکھا ہے۔ اور بہت جلد قومی ختم نبوت کنونشن طلب کیا جا رہا ہے۔ جس میں "مرکزی مجلس عمل" تشکیل دی جائے گی۔

اجلاس میں منجملہ دیگر فیصلہ جات کے یہ فیصلہ بھی کیا گیا۔ کہ ڈویژنل مجلس عمل کے صدر الحاج لطیف احمد چشتی، نائب صدر مولانا عبد الرحمٰن واصل، سیکرٹری جنرل مولانا زاہد الراشدی اور مزدور راہنما آغا غلام حیدر ڈویژن کے تینوں اضلاع کا تفصیلی دورہ کر کے علمائے کرام اور عوام سے رابطہ قائم کریں گے۔ ۱۱/ اگست کو گوجرانوالہ میں مجلس عمل کا اجلاس ہو گا۔ جس میں عام اجتماعات اور تحصیل وار کنونشنز کے لئے پروگرام کا تعین کیا جائے گا۔

اجلاس میں ایک قرار داد کے ذریعہ ملک بھر کے مسلمانوں سے اپیل کی گئی۔ کہ وہ بلدیاتی انتخابات کے دوران قادیانیوں کی سرگرمیوں پر کڑی نظر رکھیں۔ اور اس بات کا اہتمام کریں۔ کہ قادیانی کسی جگہ خود کو مسلمان ظاہر کر کے انتخاب میں حصہ نہ لے سکیں۔ اور نہ ووٹ استعمال کر سکیں۔ کیونکہ جداگانہ طریق انتخاب کے قانون کے مطابق قادیانی نہ تو انتخابات میں حصہ لے سکتے ہیں۔ اور نہ ہی ووٹ دے سکتے ہیں۔

اجلاس میں مختلف مکاتب فکر کے علماء اور راہنماؤں سے اپیل کی گئی۔ کہ وہ باہمی اختلافات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے قادیانیوں کی بڑھتی ہوئی جارحیت کے سدباب کے لئے مشترکہ لائحہ عمل اختیار کریں۔ اجلاس نے مولانا محمد اسلم قریشی کی بازیابی میں مسلسل "تاخیر" پر افسوس کا اظہار کیا۔ اور تمام مکاتب فکر کے علماء اور کارکنان سے اپیل کی گئی۔ کہ وہ مولانا محمد اسلم قریشی کی بازیابی کی جدوجہد کو منظم کرنے کے لئے ڈویژنل مجلس عمل سے تعاون کریں۔

کنری میں ایک روزہ عظیم الشان جلسہ

کنری سے ہمارے نمائندے محمد عثمان آزاد لکھتے

ہیں کہ مدرسہ تعلیم القرآن مسجد عثمانیہ کنری میں ایک عظیم الشان اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے مبلغ حضرت مولانا ضیاء الدین آزاد نے فرمایا کہ آج سے تقریباً چار ماہ قبل سیالکوٹ سے مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا محمد اسلم قریشی کو مرزائیوں نے اغوا کرکے شہید کر دیا۔ آج تک اُن کا کوئی اتہ پتہ نہیں ہے پاکستان جو عالم اسلام کا قلعہ ہے۔ اس میں ایک ایسے مجاہد ختم نبوت کا اغوا کیا جانا قابل افسوس المیہ ہو سکتا ہے۔ پانچ ماہ گزر جانے کے باوجود مولانا کی بازیابی کے سلسلے میں کسی قسم کی کوئی پیش رفت نہیں ہوئی ہے پولیس اور انتظامیہ ناکام رہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ مولانا اسلم قریشی صاحب نے قادیانیوں کے مرکزی راہنما ایم ایم۔ احمد پر قاتلانہ حملہ کیا تھا۔ جس کی وجہ سے مولانا موصوف کے لئے قادیانی موقع کی تلاش میں تھے۔ جب انہیں موقعہ ملا تو مولانا کو اغوا کر لیا جناب مولانا آزاد نے کہا کہ مولانا اسلم قریشی کا اغوا مرزا طاہر دجال کی اجازت کے بغیر نہیں ہوا جس کی وجہ سے انتظامیہ سراغ لگانے میں ناکام رہی ہے۔ انہوں نے صدر مملکت جنرل محمد ضیاء الحق صاحب سے خود اس معاملہ میں دلچسپی لینے کی درخواست کی بعد میں مشیر سندھ حضرت مولانا عبدالغفور سجاول والے نے مفصل انداز میں تقریر کی اور مسجد میں ساری رات نعرہ تکبیر اللہ اکبر اور تاج و تخت ختم نبوت زندہ باد تک شگاف نعرے بلند ہوتے رہے۔

ربوہ

پیر طریقت حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب کی ربوہ تشریف آوری

ربوہ سے جناب قاری بشیر احمد صاحب لکھتے ہیں کہ امسال

حسب سابق رمضان المبارک ۱۴۰۳ھ میں ربوہ میں مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے زیر اہتمام جامع مسجد محمدیہ ربوہ، مسجد نور الاسلام کیمپ ربوہ، جامع مسجد ختم نبوت ربوہ۔ اور مسجد چنی ربوہ میں تراویح میں قرآن پاک سنانے کا اہتمام کیا گیا۔ مسجد محمدیہ میں قاری شبیر احمد صاحب عثمانی نا قاری محمد فراز۔ مسجد نور الاسلام کیمپ میں قاری محمد احسن، قاری محمد انور۔ جامع مسجد ختم نبوت کالونی میں قاری منیر احمد، قاری طارق محمود۔ مسجد چنی میں قاری محمد اقبال اور محمد اشرف نے قرآن مجید سنایا۔ عید الفطر کے اجتماع پر پیر طریقت حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب رائے پوری دامت برکاتہم حسب سابق تشریف لائے۔ آپ کے تشریف لانے سے مسجد محمدیہ میں مثالی اجتماع ہوا۔ احباب کاروں، ٹرکوں، ویگنوں، سائیکلوں وغیرہ کے ذریعہ تشریف لائے۔ امسال نماز عید الفطر کے لئے خطبہ و خطاب حضرت...... مولانا خدا بخش صاحب کا ہوا۔ عید کے بعد حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب دامت برکاتہم مدرسہ ختم نبوت مسلم کالونی ربوہ تشریف لائے۔ آپ نے مدرسہ مسجد۔ اور ربوہ میں مجلس کے کام کی خیر و برکت کے لئے دعا فرمائی۔

بقیہ :— مسئلہ ختم نبوت

بلکہ ایک ایسے کامل انسان کی اتباع کی وجہ سے نبوت ملے۔ جس کے قدم بقدم چلنا نبوت کے درجہ تک پہنچا دیتا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ ایسی نبوت نبی اکرم صلی اللہ علیہ و سلم سے پہلے ممکن نہ تھی۔"

کلمۃ الفضل مندرجہ ریویو آف ریلیجنز۔
جلد نمبر ۱۴ نمبر ۳ بابت مارچ ۱۹۱۵ء۔

سنتے ہیں کہ

ماں کے قدموں تلے جنت ہے

تحریر: خالد خان یونیورسٹی آف کراچی

جی ہاں ماں دنیا میں ہونے والے جرائم کی واحد ذمہ دار کہیں تو وہ مقدس ہستی، پیار کا بے کراں سمندر، شرافت کی امین، جنت اس کے قدموں تلے، اولاد کی حفاظت گاہ جس کی وسیع بانہیں، جس کے لئے کہا گیا کہ انسانیت کی معمار، اخلاق کی محافظ، سب سے پہلی درس گاہ، یہ روپ تو تھے ان ماؤں کے، جو اپنی ہی اولاد کے لئے نہیں، پوری انسانیت کے لئے سراپا رحمت ہوتی ہیں۔ لیکن آج جو مائیں میرے الفاظ کی زد میں ہیں ان کے لئے یہ تمام الفاظ کہہ دینا۔ ان تمام عظیم ماؤں کی توہین ہے، جو اس کے واقعی حقدار ہیں۔

ایسی مائیں بھی دنیا میں کم نہیں بلکہ شاید زیادہ تعداد ایسی ہی ماؤں کی ہے، جنہیں اولاد سے کوئی محبت نہیں اور اگر ہے بھی تو صرف اظہار کی حد تک، جسے انسانی معاشرے کے بگڑ جانے کا کوئی غم نہیں، اتنے پُر اعتماد ہو کر یہ الفاظ اس لئے لکھ رہا ہوں، کہ جب معاشرے کی تمام برائیوں پر نظر ڈالی جائے تو اگر اس کا کوئی واحد ذمہ دار نظر آتا ہے۔ تو صرف وہ ماں ہے۔

ماں دنیا میں انسان کی سب سے پہلی درس گاہ، جہاں کی تعلیم آئندہ آنے والی زندگی کی بنیاد ہوتی ہے۔ آج مغرب کو بھی اقرار ہے کہ بچے کو ماں کا قرب بہتر انسان بنانے میں معاون ہوتا ہے اور اسی لئے ماں پہ ضروری کر دیا گیا ہے کہ صحت طفل کے لئے اُسے اپنا دودھ پلائے۔ ماں اُس لوہار کی طرح کہ اگر اُسے تلوار بنانی ہے تو لوہے کو آگ کی تپش سے نرم کر کے اُس کو تلوار کا روپ دے۔ جس طرح لوہے کو گرم کئے بغیر ایک لوہار تلوار نہیں بنا سکتا۔ بالکل اسی طرح ماں اپنے بچے کو نیک انسان بنانے کے لئے اپنی محبت اور آغوش کی گرمی نہ پہنچائے گی تو بچہ نیک بننے کے بجائے حیوانوں سے بھی بدتر ہوگا۔ ماں ہی کی قربت، اسی کی محبت ہی وہ گرمی ہے جس میں پل کر دنیا کے لوگ عظیم بنے، جس طرح لوہے کو صحیح تپش نہ دی جائے تو اس سے بنی ہوئی چیز مضبوط نہیں رہ سکتی۔ بالکل اسی طرح ماں کے پیار کے بغیر بچہ صحیح انسان بننے سے پہلے ہی پاش پاش ہو جاتا ہے۔

لکھنے سے پہلے احساس ہو رہا ہے کہ مجھ پر الزام آئے گا، کہ میں نے ماں جیسی عظیم ہستی کی توہین کی ہے۔ لیکن ربِ ذوالجلال کی قسم میں ہر اُس ماں کے قدموں میں سر رکھنے میں فخر محسوس کرونگا جو صرف رشتے کی نہیں، اپنے اندر ماں کا خلوص، ماں کی محبت، ماں کا احساس رکھتی ہو۔

میں تو اس ماں کا ذکر کر رہا ہوں، میں تو ایسی ماؤں کو موردِ الزام ٹھہرا رہا ہوں جو ان خوبیوں سے خالی ہیں اور آج میں اس لئے چپ نہیں رہ سکتا۔ کہ

؎ آج اک تلخ ضرورت ہے میرے پیش نظر
میں کسی رنگ سے انکار نہیں کر سکتا

میرا خطاب اُن ماؤں سے ہے۔ جن سے ماں بننے کی غلطی ہو گئی ہے۔ اور پھر بھی وہ دنیا پر ثابت کرنے کی کوشش کرتی ہے کہ نہیں میں تو کسی بچے کی ماں نہیں۔ غلطی اس لئے لکھا کہ

مقالہ

جب کئے ہوئے کام کو چھپایا جاتا ہے تو اُسے غلطی ہی تصور کیا جاتا ہے۔ کسی نیک یا اچھے کام کو چھپانے کی بھلا کیا ضرورت جو ماں اپنے بچوں کو اپنے سے دور، اپنے پیار سے محتاج کر دیتی ہے، تو ظاہر ہے وہ یوں کر بھی باور کرانا چاہتی ہے کہ وہ ماں نہیں۔

گھر میں بچے کو بلبلاتا چھوڑ کر، اپنے بچوں کو آیاؤں کی مہربانی پر چھوڑ کر جو ماں کسی پارٹی میں چلی جاتی ہے اپنے بچے کو دودھ اس لئے نہیں پلاتی کہ اسکا حسن متاثر ہو گا۔ جو گھر پر اس لئے نہیں رہ سکتی کہ بچے اُسے پریشان کر دیتے ہیں اور اس کا اظہار اس لئے ناگزیر سا ہو گیا ہے کہ

ہم تو سمجھے تھے کہ ایک زخم ہے بھر جائیگا
کیا خبر تھی کہ رگ و جاں میں اتر جائے گا!

آج کے انسانی معاشرے کی تمام برائیاں انسان کی پیدا کردہ ہیں، آسمان سے اتر کر یا کسی اور سیارے سے آکر کسی نے برائیاں نہیں پیدا کیں اور وہ تمام انسان یقیناً ماؤں کی اولاد ہیں، ظاہر ہے۔ جب ماں نے انہیں پیار نہیں دیا ہوگا، آغوش کی پناہ نہ دی ہو گی، احساس محبت نہ جگایا ہوگا۔ تو وہ کسی اور سے کیسے پیار کر سکے گا، وہ کسی کے قریب سکون سے کیسے رہ سکے گا۔ کیسے کسی پر رحم کھائے گا، کیسے شفقت کرے گا، یقیناً اُس نے یہ سب کچھ سیکھا ہی نہ ہو گا تو کرے گا کس طرح۔ اور جب یہ سب ایک انسان نہیں کر سکتا تو وہ کیسے انسانیت اور شرافت کا معاد ہو گا، وہ تو وہی کریگا جو آج دنیا میں کثرت سے ہو رہا ہے۔ یعنی، چوری، عصمت دری، ڈاکہ زنی، ہنگامہ اور نجانے کیا کیا جرائم۔

اے نام نہاد ماؤ! شاید تم اپنی محبت، اپنی شفقت کی بھی قیمت طلب کرو گی اور اب شاید یہ سب کچھ بھی نیلام ہوا کرے گا کہیں ایسا تو نہیں۔

دیکھ کر نگاہوں میں طلب کی شدت
تو نے انصاف کو نیلام چڑھا رکھا ہے!

اے ماؤ! یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ انسانوں کو قیامت کے دن انکی ماں کی نسبت سے پکارے گا، اور کہیں جب تمہاری اولاد کو تم سے منسوب کرکے پکارا جائے اور وہ تمہیں ماں ماننے سے انکار کر دیں، اور جب اللہ تم سے انکار کے متعلق پوچھے گا۔ تو تم کیا جواب دو گی، کیا کہو گی، اس دن کی شرمندگی سے بچنے کے لئے آؤ اور اپنے بچوں کو اب بھی اُن کا حق دے دو، اُنہیں پیار سے مالا مال کر دو۔ انہیں اپنی آغوش میں اب بٹھا لو۔ خدا کی قسم اگر یہ وقت گذر گیا تو کچھ نہ ہو سکے گا۔ اور کہیں ایسا نہ ہو کہ تمام انسانوں کے گناہوں کے بدلے تمہیں سپرد جہنم نہ کر دیا جائے، اور کہیں ایسا نہ ہو کہ خدا کے دربار میں شرمندگی سے تم منہ اٹھا سکو، آج بھی توبہ کر لو اب بھی وقت ہے۔ کہیں یہ وقت گذر نہ جائے اور جرائم کی پاداش میں تم سزاوار نہ ہو جاؤ۔

بقیہ :- قادیانیت کا مذہبی رخ

تحت کہ ہم اسلام کے دائرے ہی میں ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہو رہے ہیں۔ انہوں نے قادیانیت کو اسلام سے الگ ایک جداگانہ مذہب کی جگہ اسلام کے اندر ایک فرقہ سمجھ کر قبول کیا، اگر اس کے باوجود کچھ بد نصیب رہ جائیں تو ہمیں اُن کے ساتھ وہی معاملہ کرنا چاہئے، جس کا شریعت حکم دیتی ہے،

نسلی قادیانیوں اور اُن قادیانیوں کو جن کی تبدیلیٔ مذہب کا پتہ نہ چل سکے۔ ان سب کو "غیر مسلم اقلیت" کی حیثیت سے رجسٹر کر لیا جائے اور اُنہیں واضح طور پر بتا دیا جائے کہ آئندہ وہ قادیانی مذہب کی حیثیت سے اپنا تعارف کرائیں۔ دین اسلام کے ساتھ ان کا کوئی رشتہ نہیں ہے۔ اس غرض سے ایک قانون بنایا جائے جس میں خلاف ورزی قابلِ تعزیر جرم ہو۔

قادیانی غور کریں

قادیانیوں کے سامنے دو ہی راستے ہیں۔ یا تو اسلام کو زیر تسلیم کریں یا پھر اپنے مذہب پر کاربند رہیں اور غیر مسلم اقلیت کی حیثیت سے اپنا تشخص قبول کریں۔ اس شکل میں مسلمان اُن کے جان و مال اور آبرو کی حفاظت کے پابند ہوں گے۔

اگر وہ مسلمانوں میں شامل ہونا چاہتے ہیں تو اپنا اسلام

باقی صفحہ ۲۳ پر

نقد و نظر

تبصرہ طلب کتاب کے دو نسخے آنا ضروری ہیں۔

منظور احمد الحسینی

کتاب :- فتنۂ انکار حدیث۔

تالیف :- حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب دامت برکاتہم

کل صفحات :- ۴۲۔

قیمت :- ۶/ روپے

ناشر :- کتب خانہ مظہری الیس بی نمبر۶ گلشن اقبال نمبر۲ کراچی

بلاشبہ قرآن مجید دین و شریعت کی اصل اور بنیاد ہے اور شریعت کے اوّل میں وہی سب سے مقدم اور سب سے محکم ہے مگر اس کا کام صرف اصول بتانا ہے ترجیح و تشریح حدیث کا وظیفہ ہے۔ حدیث امت مسلمہ کا اصل ثانی ہے۔ جمہور امت مسلمہ کے عقیدے کے مطابق حدیث حجت دینی واجب التسلیم واجب القبول واجب الاتباع ہے اور یہ بات ایسی نہیں جس کے لئے باریک بینی کی ضرورت ہو۔ ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ خدا کو خدا مان لینے کے بعد اس کی فرمانبرداری ضروری ہو جاتی ہے۔ بالکل اسی طرح سے رسول کو رسول مان لینے کے بعد رسول کے ہر قول اور ہر عمل کو رضاء الٰہی کی یقینی اور واحد کلید باور کرنا ضروری ہے۔

ہمارے اس دور میں جہاں بہت سے فتنوں نے سر اٹھایا ہے ان ہی فتنوں میں سے ایک فتنہ انکار حدیث بھی ہے جو ہمارے زمانے میں غلام احمد پرویز کی سرکردگی میں مصروف کار ہے، اکابر نے اس فتنہ کی سرکوبی کے لئے سینکڑوں کتابیں لکھیں ان ہی کتابوں میں یہ رسالہ "فتنہ انکار حدیث" ہے۔ ہمارے ہاتھوں میں یہ ساتواں ایڈیشن ہے اس نئے ایڈیشن کے آخر میں ایک نہایت مفید ضمیمہ بنام "فتنہ، حدیث پر ایک طائرانہ نظر" بھی شامل کیا گیا ہے۔ یہ مجموعہ اس جدید اضافے کے ساتھ پہلی مرتبہ کتب خانہ مظہری سے شائع کیا جا رہا ہے۔ کتابت و طباعت عمدہ ہے ہر مسلمان کے لئے اس کا مطالعہ مفید ثابت ہوگا۔

تذکرہ سیدنا حضرت بلال حبشی رضی

تالیف :- حضرت مولانا مفتی محمد عاشق الٰہی صاحب بلند شہری۔

صفحات :- ۴۸۔

قیمت :- درج نہیں۔

ملنے کا پتہ :- کتب خانہ مظہری کراچی۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ بڑے مشہور صحابی ہیں مکہ میں مسلمان ہوئے۔ اور اسلام قبول کرنے پر بڑی بڑی تکلیفیں کافروں نے انہیں پہنچائیں جن کا انہوں نے جوانمردی سے مقابلہ کیا انہی کے حالات زندگی سادہ اور سلیس اردو زبان میں معتبر کتب سے اخذ کر کے لکھے گئے ہیں۔ زیر نظر رسالہ ۳۰ عنوانات پر مشتمل ہے نیز آخر میں بارگاہِ نبوی کے دوسرے موذن حضرت ابن ام مکتوم رضی کے احوال بھی درج کئے گئے ہیں۔

تذکرہ ؛ سیدنا حضرت ابو ہریرہ رضہ :
تالیف :- حضرت مولانا محمد عاشق الٰہی بلند شہری
صفحات :- ۶۰
قیمت :- ۵/
ناشر :- کتب خانہ مظہری گلشن اقبال ۲ کراچی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ، بڑے درجہ کے صحابی یہاں بہت بڑے عالم ، حافظ حدیث ، مفتی و فقیہہ و عابد و زاہد تھے ، حدیث شریف کی کتابوں میں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں کسی کی روایات بھی ان کے برابر نہیں ہیں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی جو روایات ہیں اُن کی تعداد پانچ ہزار تین سو چوہتر (۵۳۷۴) ہیں ۔

زیر نظر رسالے میں مؤلف ممدوح نے کتب حدیث و اسماء رجال سے اخذ کر کے حضرت ابو ہریرہ رضہ کے زندگی کے مفصل حالات درج کئے ہیں اس رسالہ کے مطالعہ سے قارئین کرام کو آپ رضہ کے تقویٰ، دینی محنت، دیانت و صداقت اتباع رسول ﷺ تواضع ، فکر آخرت ، حفظ حدیث کا انہماک اور اس سلسلے میں انہوں نے جو تکلیفیں سہی ہیں اور جو قربانیاں دی ہیں ان کی تمام تر ایمان افروز تفصیلات ملیں گی ۔ آپ رضہ کے حالات ہر طالب علم اور طالب عمل کے لئے مشعل راہ ہیں ۔

تذکرہ سیدنا حضرت ابوذر غفاری رضہ
تالیف :- حضرت مولانا محمد عاشق الٰہی بلند شہری مدظلہ
صفحات :- ۴۸ -
قیمت :- ۴/۵۰
ناشر :- کتب خانہ مظہری گلشن اقبال ۲ کراچی

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بہت بڑے مرتبہ کے صحابی تھے ان کا نام جندب تھا اور ابو ذر ان کی کنیت تھی یہ رسالہ ۳۲ عنوانات پر مشتمل ہے اس میں آپ رضہ کی زندگی کے اہم پہلو نمایاں کئے گئے ہیں ۔ مثلاً اسلام قبول کرنا ، مسلمان ہونے پر پٹنا ، دلیری اور حق گوئی میں یکتا ہونا ، علم کی حرص کرنا ، آخرت کا فکر مند اور دنیا سے زاہد ہونا کے خوف سے مال سے بچنا وغیرہ آخر میں آپ رضہ کی وفات کا عجیب و غریب واقعہ بھی لکھا گیا ہے ۔ رسالہ کے آخر میں مؤلف ممدوح نے " حضرت ابو ذر رضہ کمیونسٹ تھے " کا عنوان لگا کر اس کے تحت گمراہوں ، دھوکے بازوں اور لا مذہب لوگوں کی خوب ۔۔۔۔ قلعی کھولی ہے ۔ توقع ہے کہ عوام و خواص اس کتابچہ سے بھرپور فائدہ اٹھائیں گے ۔

بقیہ : خصائل نبوی ﷺ

سنت کے مقابل شمار کی جاتی ہے بلکہ جدید رواج کے اعتبار سے بدعت کہہ دیا ہے ورنہ اس کے جائز ہونے میں کوئی اشکال نہیں ہے ۔

بقیہ :- قادیانیت کا مذہبی گرگٹ

ان کا خیر مقدم کریں گے ۔ اس شکل میں اُنہیں اپنے تمام تر معتقدات ترک کرنا ہوں گے ، اور بانی تحریک کو بوجہ اُن کے دعویٰ نبوت و دیگر دعاوی کفریہ کے اسلام کا باغی ، کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج قرار دینا ہوگا ، اگر ذرا سی محبت بھی اُن کے دل میں مرزا غلام احمد کی باقی رہے تو عند اللہ اُن کا اسلام غیر معتبر رہے گا ۔ چاہے دنیا میں لوگ اُن کی ظاہری تبدیلیٔ اعتقاد کو دیکھ کر مسلمان ہی سمجھیں ۔

مسلمانوں کا شرعی فریضہ

جب تک کوئی حکومت قادیانی مسئلے کو شرعی بنیادوں پر حل نہیں کرتی اور قادیانی خود کو " غیر مسلم اقلیت " کی حیثیت سے تسلیم نہیں کرتے اُس وقت تک مسلمانوں کے لئے واجب ہے کہ وہ " واقعۂ ابن ابی بلتعہ " کے مطابق قادیانیوں کے ساتھ ہر قسم کے میل جول اور لین دین سے پرہیز کریں ، اگر قادیانی خود کو " غیر مسلم اقلیت " تسلیم نہیں کرتے تو ہم بھی اُن کے ساتھ کسی صورت وہ معاملات نہیں کر سکتے جو ایک مسلمان کو دوسری غیر مسلم اقلیات کے ساتھ روا رکھنے کا حکم ہے ۔

WEEKLY Khatme-Nubbuwat KARACHI
Registered S. No. 3220 فون نمبر ۱۶۷۱ء

نعتِ عقیدت

بحضور ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم

الٰہی کس سے بیاں ہو سکے ثنا اُس کی
کہ جس پہ ایسا تری ذات خاص کا ہو پیار

جو تو اُسے نہ بناتا تو سارے عالم کو
نصیب ہوتی نہ دولت وجود کی زنہار

تو فخرِ کون و مکاں زبدۂ زمین و زماں
امیرِ لشکرِ پیغمبراں شہِ ابرار

تو بوئے گل ہے اگر مثلِ گل ہیں اور نبی
تو نورِ شمس ہے گر اور نبی ہیں شمسِ نہار

حیاتِ جاں ہے تو ہیں اگر وہ جانِ جہاں
تو نورِ دیدہ ہے گر ہیں وہ نورِ دیدۂ بیدار

جہاں کے سارے کمالات ایک تجھ میں ہیں
تیرے کمال کسی میں نہیں مگر دو چار

امیدیں لاکھوں ہیں لیکن بڑی امید ہے یہ
کہ ہو سگانِ مدینہ میں میرا نام شمار

جیوں تو ساتھ سگانِ حرم کے تیرے پھروں
مروں تو کھائیں مدینہ کے مجھ کو مرغ و مار

جو یہ نصیب نہ ہو، اور کہاں نصیب میرے
کہ میں ہوں اور سگانِ حرم کے تیرے قطار

اُڑا کے باد میری مشتِ خاک کو پسِ مرگ
کرے حضورؐ کے روضے کے آس پاس نثار

ولے یہ رتبہ کہاں مشتِ خاک قاسم کا
کہ جائے کوچۂ اطہر میں تیرے بن کے غبار

حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند